رجسٹرڈ ڈائیل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
کرونگا دور اس منہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہوا اک دل کی غذا دی

جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
دکھاؤنگا کہ اک عالم کو پھیرا
فسبحان الذی اخزی الاعادی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بدر

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۱۹ء | نمبر ۱۲

سلسلہ کی خبریں

مسند آرائے حضرت مفضل عم انوالہ بنصرہ خلیفۃ المسیح ثانی خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں اور بیرونجات کے مخلصان زیارت کو شرف نیاز عطا فرما رہے ہیں جو ابتک برکات دارالامان سے مستفید ہونیکے لئے

مبارکباد۔ اخویم میاں عبداللہ خان صاحب خلف حضرت نواب محمد علی خانصاحب کے مشکوے معلی میں ۱۸ ماہ حال کو دختر نیک اختر تولد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس مولودہ مسعودہ کو نہال اور دودہاں کے واسطے موجب برکات کرے۔ آمین۔ فاروق اپنے تمام احباب کیطرف سے حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو اس بانصیب نواسی کی اور حضرت نواب صاحب کو بابرکت پوتی کی مبارکباد عرض کرتا ہے۔ ۱۴ ماہ حال کو کرم داد

بجنازہ غائب۔ شیخ فرزند کی ایک نوجوان احمدی مخلص بابو نوابدین پلیٹن منشی جو بعارضہ سل پیوریسی ملاج قادیان آیا بقضائے الٰہی فوت ہوگیا

خیر مقدم سیدنا محمود ایدہ اللہ بنصرہ

بورڈنگ ہوس مدرسہ احمدیہ میں دعوت کے موقعہ پر یہ نظم حافظ سلیم نے پڑھی:-

دوستو تم کو مبارک ہو کہ آئے محمود
فضل و احسانِ خدا ساتھ میں لائے محمود

جان و دل سے نہ ہوں کس طرح فدائے محمود
حق تعالیٰ کو بھی بھاتی ہے ادائے محمود

للہ الحمد۔ کہ بر آئی تمنا اپنی
آج تشریف یہاں پر ہیں جو لائے محمود

یہ مسیحا کا خلف ہی بخدا فخرِ سلف
ہو سکے کس سے بیاں مدح و ثنائے محمود

آئے میدانِ مقابل میں بتا دے کوئی
مبا فسمین کون ہے احمد کا سوائے محمود

آئے گی تم کو نظر حق کی تجلی قوی
ملو آنکھوں میں یہ خاکِ کفِ پائے محمود

مدعا کامل بھی ہو شرمندہ چھپائے صورت
رخِ روشن جو ذرا اپنا دکھائے محمود

دین و دنیا میں بھلا ہوگا ہمارا بے شک
فضلِ حق سے ہمیں کافی ہے دعائے محمود

ہم غریبوں پہ بھی رحمت کی نظر ہو للہ
دور سے ہم درِ دولت پہ ہیں آئے محمود

خادمِ دین ہوں ہم۔ حق سے دعا فرمائیے
تاکہ یہ حسرتِ دل اپنی بر آئے محمود

احمدیت کے مبلغ ہوں الٰہی ہم بھی
آرزو کردے یہ پوری تو بر آئے محمود

احمدیت ہی کا ہر گھر میں ہو چرچا ہر وقت
انتجا ہے یہی بچوں سے اے خدائے محمود

کوئی پوچھے جو نشاں میرا تو کہنا حافظ
نام اس کا ہے سلیم۔ اور گدائے محمود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملفوظات احمدیہ

۱۷ اپریل ۱۹۰۸ء بعد از مغرب فرمایا:-

(طاعون کے متعلق بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اکثر غریب مرتے ہیں۔ اور امراء اور ہمارے بڑے بڑے مخالف ابھی تک بچے ہوئے ہیں۔ لیکن سنۃ اللہ یہی ہے کہ آیۃ العذاب اخیر میں پکڑے جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسےٰ کے وقت جس قدر عذاب آئے نازل ہوئے۔ ان سب میں فرعون بچا رہا۔ چنانچہ قرآن شریف میں بھی آیا کہ نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا۔ یعنی ابتداء عوام سے ہوتی ہے اور پھر خواص پکڑے جاتے ہیں اور بعض کے بچانے میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت بھی ہوتی ہے کہ انہوں نے آخر میں توبہ کرنی ہوتی ہے۔ یا ان کی اولاد میں سے کسی نے اسلام قبول کرنا ہوتا ہے۔)

فرمایا (کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاءؑ میں پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسول کریمؐ میں ان سے بڑھ کر موجود تھے۔ اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریمؐ سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے۔ اور اسی لئے ہمارا نام آدمؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ نوحؑ۔ داؤدؑ۔ یوسفؑ۔ سلیمانؑ۔ یحییٰؑ۔ عیسےٰؑ وغیرہ ہے۔ چنانچہ ابراہیمؑ ہمارا نام اس واسطے ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ایسے مقام میں پیدا ہوئے تھے کہ وہ بت خانہ تھا اور لوگ بت پرست تھے۔ اور اب بھی لوگوں کا یہی حال ہے۔ کہ قسم قسم کے خیال اور وہمی باتوں کی پرستش میں مصروف ہیں اور وحدانیت کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ پہلے تمام انبیاء ظل تھے۔ نبی کریمؐ کی خاص خاص کی صفات میں۔ اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریمؐ کے ظل ہیں

مولانا روم نے خوب فرمایا ہے ؎

نام احمدؐ نام جملہ انبیاء است
چون بیامد صد نود ہم پیش ماست

نبی کریمؐ نے گویا سب لوگوں سے چندہ وصول کیا۔ اور وہ لوگ تو اپنے اپنے مقامات اور حالات پر رہے پر نبی کریمؐ کے پاس کروڑوں روپے ہو گئے۔

فرمایا (معلوم ہوتا ہے کہ اس عالمگیر طوفان و باد میں یہ ہندوؤں کی قوم بھی اسلام کیطرف توجہ کرے۔ چنانچہ جب ہم نے باہر مکان بنوانے کی تجویز کی تھی تو ایک ہندو نے ہم کو آکر کہا تھا کہ ہم تو قوم سے علیحدہ ہو کر آپ ہی کے پاس باہر آکر رہینگے اور نیز دو دفعہ ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے آگے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں۔ اور ہمارے آگے نذریں دیتے ہیں۔ اور ایک دفعہ الہام ہوا ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو تیری استتی گیتا میں موجود ہے۔ لفظ رودر کے معنے نذیر اور گوپال کے معنی بشیر کے ہیں۔)

فرمایا (عیسائیوں نے جو شور مچایا تھا کہ عیسےٰؑ مُردوں کو زندہ کرتا تھا۔ اور وہ خدا تھا اس واسطے غیرت الٰہی نے جوش مارا کہ دنیا میں طاعون پھیلائے۔ اور ہمارے مقام کو بچائے۔ تاکہ لوگوں پر ثابت ہو جائے کہ امت محمدیؐ کی کیا شان ہے کہ احمدؐ کے ایک غلامؑ کی اس قدر عزت ہے۔ اگر عیسےٰؑ مُردوں کو زندہ کرتا ہے تو اب عیسائیوں کے مقامات کو اس بلا سے بچائے۔ اس وقت غیرت الٰہی جوش میں ہے۔ تاکہ عیسےٰؑ کا کسر شان ہو جس کو خدا بنایا گیا ہے ؎

چہ خوش زمانہ وایں مخاطب مقام شناس
کہ در میان غزل قول آشنا آورد

قرآن شریف اور احادیث میں جو حضرت عیسےٰؑ کے نیک اور معصوم ہونے کا ذکر ہے اس سے یہ مطلب نہیں کہ دوسرا کوئی نیک یا معصوم نہیں بلکہ قرآن شریف اور حدیث نے ضرورتاً یہود کے منہ بند کرنے کے لئے یہ فقرے بولے ہیں کہ یہود نعوذ باللہ مریمؑ کو زناکار عورت اور حضرت عیسےٰؑ کو ولد الزنا کہتے تھے۔ اس لئے قرآن شریف نے انکا رد کیا ہے کہ وہ ایسا کہنے سے باز آئیں۔)

فرمایا (حضرت رسول کریمؐ کے ہزاروں جسمانی برکات تھے۔ آپؐ کے جسم سے بعد وفات آپؐ کے لوگ برکات چاہتے تھے۔ بیماریوں میں لوگوں کو شفاء دیتے تھے۔ اور بارش نہ ہوتی تو دعا کرتے تھے اور بارش ہو جاتی تھی۔ ایک لاکھ سے زیادہ آپؐ کے صحابیؓ تھے۔ بہتوں کی جسمانی تکلیفات آپؐ کی دعاؤں سے دور ہو جاتی تھیں۔ عیسےٰؑ کو نبی کریمؐ کے ساتھ کیا نسبت ہو سکتی ہے جس کے ساتھ چند آدمی تھے۔ اور انکا حال بھی انجیلوں سے ظاہر ہے۔ کہ وہ کس مرتبہ روحانیت کے تھے)

فرمایا (ابوجہل اس امت کا فرعون تھا۔ کیونکہ اس نے بھی نبی کریمؐ کی چند دن پرورش کی تھی۔ جیسا کہ فرعون مصری نے حضرت موسےٰؑ کی پرورش کی تھی۔ اور ایسا ہی مولوی محمد حسین صاحب نے ابتداء میں براہین پر ریویو لکھ کر ہمارے سلسلہ کی چند یوم پرورش کی)

حضرت اقدسؑ نے اپنا ایک پرانا الہام سنایا۔

یا یحییٰ خذ الکتاب بالقوۃ والخیر کلہ فی القرآن۔ اور فرمایا کہ اس میں ہم کو حضرت یحییٰؑ سے نسبت دی گئی ہے کیونکہ حضرت یحییٰؑ کو یہود کی ان اقوام سے مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ جو کتاب اللہ توریت کو چھوڑ بیٹھے اور حدیثوں کے بہت گرویدہ ہو رہے تھے۔ اور ہر بات میں احادیث کو پیش کرتے تھے۔ ایسا ہی اس زمانہ میں ہمارا مقابلہ اہلحدیث کے ساتھ ہوا کہ ہم قرآن پیش کرتے اور وہ حدیث پیش کرتے ہیں)

ایک شخص اپنا مضمون اشتہار دربارہ طاعون سنا رہا تھا۔ اذان ہونے لگی وہ چپ ہو گیا فرمایا (پڑھتے جاؤ اذان کے وقت پڑھنا جائز ہے۔) الحکم جلد ۶ نمبر ۱۵ صفحہ ۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان۔ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۱۶ء سنہ

رپورٹ سالانہ جلسہ جماعت احمدیہ

خدا کے فضل و رحم کے ماتحت جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا سالانہ جلسہ جماعت احمدیہ ۱۵، ۱۶، ۱۷ مارچ کو قرار پایا۔ احباب فرداً فرداً تو ۷ مارچ ہی سے آنے شروع ہو گئے تھے۔ مگر ۱۴ مارچ کی نماز جمعہ میں شامل ہونے کی غرض سے جماعتوں کی جماعتیں ۱۳ مارچ بعد عصر پہنچنے لگیں اور اچھا خاصہ ازدحام ہو گیا۔ اور جہاں کی جماعت کے علاوہ قریباً ایک ہزار بیرونجات کے دوستوں نے بھی حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ سنے اور آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

ہفتہ کی صبح کو چونکہ بہت سے احباب جمع تھے اس لئے مسجد اقصیٰ میں جناب علمی صاحب اور جناب حکیم خلیل احمد صاحب نے تقریریں کیں۔ حکیم صاحب جو بمبئی میں مبلغ ہیں ایک نہایت مؤثر بیان رکھتے ہیں۔ آپ کے قلب میں جو گداز ش ہے اس کا اثر سامعین کے قلوب پر ایسا ہوتا ہے کہ تمام محفل پگھلا جاتی ہیں۔ آپ نے حضرت مسیح موعود کی نبوت کو ایسے رنگ میں پیش کیا کہ بے اختیار زبانوں سے تحسین و آفرین کے نعرے بلند ہوتے تھے اور امنا و صدقنا کی آوازیں آتی تھیں۔ آپ کی اردو زبان بہار کی زبان ہے اس لئے لہجے اور بعض الفاظ کے ادا کرنے میں اہل زبان سے فرق ہے۔ مگر بجائے نقص کے وہ بیاری معلوم ہوتی تھی۔ مہمانوں نے کھانا کھانا تھا۔ اس لئے بقیہ تقریر ملتوی ہوئی۔ جو گیارہ بجے کے قریب جلسہ گاہ مسجد نور میں بہرہ اندوز ہوئے۔ اور بعض خوش قسمتوں نے قرار کر لمزہ پایا۔

ظہر و عصر کی نماز جمع کرنے کے بعد جلسہ کی کارروائی باقاعدہ طور سے ۲½ بجے شروع ہوئی بصدارت سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب تاجر سکندر آباد دکن قرآن شریف کی تلاوت اور ماسٹر عبدالرحمن صاحب حاکی کی فارسی نظم کے بعد ۳ بجے حافظ روشن علی صاحب نے صداقت مسیح موعودؑ پر تقریر شروع کی۔ آپ کی آواز ماشاء اللہ خوب بلند ہے۔ پانچ چھ ہزار حاضرین بخوبی سن رہے تھے۔ اور پھر بیان ایسا صاف کہ ہر طبقے کے حاضرین فائدہ اٹھاتے رہے۔ یہ تقریر جس میں آیات قرآنی سے باندازہ نو مسیح موعودؑ کا صادق ہونا ثابت کیا گیا تھا۔ پونے چھ بجے ختم ہوئی۔ توقع کی گئی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح درس قرآن شریف کے لئے تشریف لائینگے۔ مگر حضورؑ تشریف نہ لا سکے۔ اور ڈاکٹر احمد حسین صاحب لائلپوری کی نظم پر یہ اجلاس ختم ہوا۔

۱۶ مارچ

ایوان کارروائی جلسہ بصدارت جناب علی احمد صاحب ایم۔ اے۔ بھاگلپوری (خان ذوالفقار علی خانصاحب آف رامپور تشریف نہ لائے تھے۔) ۹ بجے شروع ہوئی۔

جناب صاحب سیکرٹری انجمن نے اپنی مطبوعہ رپورٹ حصہ حصہ مقامات سے سنائی۔ رپورٹ کا مضمون خشک ہوتا ہے اور عام طور سے توجہ کے ساتھ سنا نہیں جاتا۔ لیکن جناب خلیفہ رشید الدین صاحب نے اس دلچسپ و دلآویز طریق سے سنائی کہ حاضرین ہمہ تن گوش رہے۔ یہ امر قابل تعریف ہے کہ جناب ڈاکٹر صاحب موصوف نے صرف آٹھ دس روز کے اندر اندر نہایت قابلیت کے ساتھ رپورٹ سالانہ صدر انجمن ایڈٹ کر کے چھپوائی۔ اور ایسا انتظام کیا۔ کہ جو صاحب چاہیں رپورٹ جس میں تمام حالات آئینہ تھے پڑھ لیں۔

۲۔ اس کے بعد محکمہ نظارت کے ناظر اعلےٰ مولنا شیر علی صاحب نے محکمہ نظارت کے انعقاد کی وجوہات بیان فرمائیں اور بحیثیت ناظر تالیف و اشاعت کے کام کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد جناب صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ ناظر امور عامہ کی طرف سے جناب شیخ عبدالرحمن صاحب فاضل مصری نے رپورٹ پڑھی۔ یہ رپورٹ نہایت قابلیت سے لکھی ہوئی تھی اور اس میں جو کام بتائے گئے وہ نہایت کثیر الوقوع تھے اور جو تجاویز جماعت احمدیہ کی عام بہبودی کے متعلق زیر غور بتائیں وہ بھی اہم اور مفید ہیں کہ جب برادئے کار آئینگی۔ تو دنیا دیکھیگی۔ اور اس دل و دماغ پر آفرین کہیگی۔ جس کے ذریعہ یہ ظہور پذیر ہوئیں۔ تیسری رپورٹ تعلیم و تربیت کے نائب ناظر ماسٹر مبارک اسمٰعیل صاحب۔ بی۔ اے۔ بی ٹی۔ کی طرف سے پبلک میں پیش ہوئی۔ آپ نے زبانی تقریر کی جو بہت پرجوش تھی۔ آپ نے جماعت کی تعلیمی ترقی کے لئے اپنا آئندہ پروگرام پیش کیا۔ میری رائے یہ ہے کہ ناظروں کی ذمہ داری چونکہ بہت بڑی ہے۔ اس لئے رپورٹ ہمیشہ لکھی ہوئی پڑھنی چاہیے تاکہ تمام جماعت تک بلفظہا پہنچ سکے۔ اور تقریر میں زبان کسی قسم کی لغزش سے محفوظ رہے۔

ساڑھے گیارہ بجے چوہدری فتح محمد صاحب نے اپنی تقریر جمع قرآن پر فرمائی۔ اور اہل یورپ کے اعتراضات کے جواب بھی دئے۔ آپ نے مضمون کو نہایت عمدگی سے بیان کیا۔ اور بعض استدلال نئے تھے۔ آپ نے قرآن مجید کی اندرونی شہادت بھی اس بارے میں پیش کی کہ قرآن مجید زمانہ نبوی میں جمع ہو چکا تھا۔ اس قسم کی اعلےٰ پایہ کی علمی باتیں مختلف طبقے و مذاق کی حاضرین میں یکساں توجہ سے نہیں سنی جاتیں۔ پونے ایک بجے یہ تقریر ختم ہوئی۔ اور اس کے بعد نماز ظہر و عصر جمع ہوئی۔

دوسرے اجلاس کی کارروائی ۲ بجے شروع ہوئی۔ ماسٹر عبدالغنی صاحب ناظر بیت المال نے حساب و کتاب کے متعلق تقریر کی۔ پروگرام میں آپ کے لئے قبل ظہر کا وقت تھا۔ مگر اپیل کے لئے یہ وقت مناسب سمجھا گیا اور چوہدری فتح محمد صاحب کی تقریر پہلے ہو گئی۔ آپ کی

ہو گئی۔ اور جو دوست مسجد اقصیٰ میں شامل نہیں ہو سکتے وہ مسجد نور میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مالی بیان بہت سے صیغوں کے متعلق طول طویل تھا۔ جیسا کہ وہ بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے مطابق ہونا چاہیئے تھا۔ آپ جہیر الصوت نہیں اس لئے چھ سات ہزار حاضرین تک آپ کی آواز نہ پہنچ سکتی تھی۔ ابھی کچھ بیان باقی تھا۔ جو وقت کی تنگی کی وجہ سے یہی مناسب سمجھا گیا کہ چندہ جمع کر لیا جائے جو پانچ ہزار سے متجاوز بغیر کسی جذبات کو برانگیخت کرنے والی تقریر کے ہو گیا۔ ۱۲ بجے حضرت خلیفۃ المسیح تشریف لائے۔ پہلے چند نکاحات کا اعلان ہوا پھر آپ نے عرفان الٰہی پر تقریر کی۔ سٹیج جو اچھی خاصی طویل و عریض تھی۔ نصف غیر مبایعین (رفقاء مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔) کے لئے خالی رکھی گئی تھی۔ جن پر ان سب کو خاص عزت کے ساتھ بٹھایا گیا۔ ان لوگوں نے یہ خلاف تہذیب حرکت کی کہ اکثر حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر کے دوران ہی میں چلے گئے۔

عرفان الٰہی کے ذرائع حصول پر حضورؓ کی تقریر باوجود علالت مزاج و شکایت دردِ سر پانچ گھنٹے تک رہی اور ساڑھے آٹھ بجے ختم ہوئی۔ یہ تقریر اس بات کا ثبوت تھی کہ خدا تعالیٰ نے خلیفۂ وقت کو عرفان کے کس اعلیٰ مقام پر کھڑا کیا۔ اور وہبی علم سے بہرہ ور فرمایا غیر مبائعین اگر ذرا بھی انصاف سے کام لیتے تو یہ تقریر ہی ان کی ہدایت کا موجب ہو سکتی ہے۔

۱۷ مارچ

کارروائی بجائے ۹ کے دس بجے شروع ہوئی۔ بصدارت جناب سید محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل۔ یہ تبدیلی پروگرام و صدارت اس لئے ہوئی۔ کہ غیر مبائعین کو وقت دیا جانا منظور ہو چکا تھا چونکہ ابھی غیر مبائعین آئے نہ تھے۔ اس لئے مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کی تقریر پہلے کر دی گئی۔ جو پروگرام کے مطابق ۱۱½ بجے سے ۱ بجے تک ہونی تھی۔ آپ نے پون گھنٹہ اپنا لکھا ہوا مضمون پڑھا جو معارف و حقایق عالیہ سے پُر تھا۔ افسوس ہے کہ یہ مضمون تمام نہ ہوا اور جو پڑھا گیا وہ بھی سب نے نہ سنا۔ کیونکہ فاضل راجیکی کی طبیعت علیل تھی اس لئے آواز بلند نہ ہوئی تمام حاضرین تک نہ پہنچ سکی۔ اس لئے یہ مضمون جلد چھپنا چاہیئے۔

غیر مبائعین اتنے میں تیار ہو کر آ گئے۔ منیجر آف دی سٹیج نے انہیں عزت سے سٹیج پر بٹھایا۔ جناب مولانا حافظ روشن علی صاحب نے اپنی تقریر گیارہ بجے نبوت مسیح موعودؑ پر شروع کی اور پونے دو بجے تک مسلسل نہایت عمدگی فصاحت کے ساتھ محض آیاتِ قرآنی سے اس مسئلہ کو پیش کیا۔ آیت خاتم النبیین کی علمی تفسیر کے بعد دیگر آیات کو بھی لیا۔ جو پہلے غیر احمدیوں کی طرف سے اور اب غیر مبائعین کی طرف سے منع نبوت میں پیش کیجاتی ہیں۔ پھر آپ نے صراط الذین انعمت علیہم سے خاتم النبیین کے بعد نبوت کے اجراء کا ثبوت دیا اور حقیقت و مجاز کا فرق بتایا ظلِ نبی اور ظلی نبی کے معنے بھی واضح کئے۔ اور حضرت اقدسؑ کی تمام تحریروں کے متعلق ایک اصول پیش کیا۔ اس کے بعد غیر مبائعین کے قائمقام میر مدرس شاہ صاحب کو ایک گھنٹہ تقریر کے لئے وقت دیا گیا۔ میر صاحب ایک ہوشیار آدمی ہیں۔ اور توقع کی جا سکتی تھی کہ وہ ایک گھنٹہ میں بہت سی غلط فہمیاں ڈالنے کی کوشش کرینگے۔ لیکن حق کا مقابلہ کرنے کے لئے جب انسان اٹھتا ہے تو خواہ کتنا ہی ہوشیار ہو منہ کی کھاتا ہے۔ آپ نے آیت خاتم النبیین پڑھ کے اس کے معنے کئے کہ ولکن رسول اللہ میں آپؐ کی ابوتِ روحانی بتائی۔ اور خاتم النبیین میں یہ بتایا۔ کہ ابوت کسی زمانہ سے محدود نہیں۔ بلکہ قیامت تک رہیگی اور آپ ہی کی نبوت رہیگی۔ اس کے بعد مواہب الرحمٰن کا حوالہ پڑھا۔ اور بعد اوہیچ پیرے نیست مگر آنکہ مطابق وعدہ او ظاہر شد۔ کو دو تین بار دہرایا۔ جس پر حاضرین بے ساختہ ہنس دیئے کہ یہ عجیب انسان ہے۔ کھڑا ہوا ہے حق کی مخالفت پر۔ اور کر رہا ہے تائید حق۔ کیونکہ ہمارا بھی تو یہی مذہب ہے کہ اب کوئی پیغمبر نہیں۔ مگر وہی جو مطابق وعدۂ الٰہی ظاہر ہوا۔ اس کے بعد میر مدرس شاہ صاحب کا رنگ نہ جم سکا۔ اور وہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگے۔ مثلاً کہا کہ نبوت تابعداری سے ملتی ہے۔ تو ابوبکرؓ کو کیوں نہ ملی؟ کیا وہ کامل تابعدار نہ تھا؟ کیا مرزا صاحب (سیدنا مسیح موعودؑ) سے اسکی خدمات کم تھیں۔ اگر کہو۔ ضرورت نہ تھی) تو میں کہتا ہوں خدا ضرورت پیدا کر لیتا (یعنی خدا خلقت کو گمراہ کر لیتا) اس فقرہ میں جو سوء ادب اور گستاخیت پائی جاتی ہے۔ وہ ظاہر ہے پھر کہا کہ امتِ محمدیہ کے لئے تو کوئی نبی نہیں دوسری قوموں کے لئے آجائے تو آجائے۔ یعنے یہودی و عیسائی تو نعمتِ نبوت سے سرفراز ہو سکتے ہیں۔ مگر مسلمان متبعین حضرت خاتم النبیین اس نعمت سے محروم ہیں۔ غرض ایک ایک فقرہ بتا رہا تھا کہ مقرر اس وقت اپنے آپ پر ضبط نہیں رکھتا۔ اور اس کے حواس غائب ہو چکے ہیں۔ علاوہ ازیں مرزا صاحب یوں کہتا ہے۔ مرزا صاحب نبی تھا یا عجبی۔ اس قسم کے فقرات بہت تکلیف دہ تھے۔ بعض احباب نے تو صدر کو لکھا بھی۔ مگر صدر نے اپنی وسعتِ قلبی سے کچھ نہ کہا۔ جب تقریر ختم ہو گئی۔ تو جناب سید محمد اسحٰق صاحب نے اٹھ کر کہا کہ چونکہ میر مدرس شاہ صاحب نے حافظ صاحب کی تقریر پر جرح نہیں کی اس لئے ان کی تقریر کی ضرورت نہیں میں ہی کچھ عرض کر دیتا ہوں۔ آپ نے ۳۵ منٹ میں میر مدرس شاہ صاحب کے بیان کی وہ وہ دھجیاں اڑائیں کہ حاضرین صلِّ وجلِّ پکار اٹھے۔

اثنائے تقریر میں جہاں آپ نے یہ کہا کہ اگر حضرت صاحبؑ کا نبی ہونا حضرت ابوبکرؓ کے نبی ہونے پر موقوف ہے۔ تو پھر مسیح موعودؑ مہدی بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ مرتبہ بھی کاملِ اتباع کی طفیل سے ملا۔ اور اگر خاتم الانبیاء کے یہ معنے ہیں کہ آئندہ کوئی نبی نہ ہوگا۔ تو حضرت اقدسؑ نے جو یہ لکھا ہے کہ جیسے میرے سردار محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء تھے ایسا ہی میں خاتم الاولیاء ہوں۔ اس کے یہ معنے ہونے چاہئیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ مسیح موعودؑ کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا ایسا ہی آدمؑ کو خاتم المخلوقات فرمایا تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ آدمؑ کے بعد کوئی انسان ہی پیدا نہیں ہوسکتا وہاں آپ نے اِذَا ہَلَکَ قَیصَرُ فَلَا قَیصَرَ بَعدَہٗ کی مزید تشریح کی۔ اور بتایا کہ اس قیصر کے بعد قیصر اور کسرے کے بعد کسرے ہوا۔ البتہ ان اوصاف کا نہ ہوا۔ پس ایسے ہی لانبی بعدی سے یہ مطلب نہیں کہ منصب نبوت پر کوئی فائز نہ ہوگا۔ بلکہ یہ مراد ہے۔ کہ اب ان اوصاف کا (صاحب شریعت۔ براہِ راست مستقل) نبی کوئی نہ ہوگا۔ اگر لاقیصر بعدہٗ کے کچھ اور معنے ہوسکتے ہیں تو میر مدثر شاہ صاحب کو چیلنج دیا جاتا ہے کہ وہ اٹھ کر بیان کرے۔ میں بیٹھ جاتا ہوں اس کلمہ حق کا میر مدثر شاہ پر کچھ ایسا رعب چھایا کہ وہ باوجود اپنے ہمنشینوں کی تحریک کے نہ اٹھا۔ البتہ جب اجلاس برخواست ہوا تو کہنے لگا۔ میں لانبی بعدی پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جس پر اسے سمجھا دیا گیا۔ کہ وقت جس قدر آپ نے مانگا تھا دیا جا چکا ہے۔ لاقیصر بعدہٗ کے لئے چیلنج دیا گیا تھا۔ گو اس وقت آپ نہ اٹھے۔ مگر اب بھی اس پر تقریر کر سکتے ہیں۔ یہ اس نے نہ مانا۔ اس لئے اجلاس منتشر ہو گیا۔

ایک اور اعتراض میر مدثر شاہ صاحب نے یہ کیا کہ جب حضرت اقدسؑ اپنے آپ کو نبی نہیں سمجھتے تھے۔ اس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی نے کہا تھا۔ آپ نبی بنتے ہیں۔ اور یہی اب غیر مبائعین کہتے ہیں۔ اس کا بہت برجستہ جواب جناب سید محمد اسحاق صاحب نے دیا۔ اور اعجازِ احمدی سے دکھایا کہ حضرت اقدسؑ تو باوجود شدو مد کی وحی کے بارہ برس تک اپنے آپ کو مسیح موعودؑ نہیں سمجھتے تھے۔ مگر تین مشہور مکفر مولوی کہتے تھے کہ آپ عیسےٰؑ بنتے ہیں۔

غیر مبائعین کے بعض افراد تو دوران تقریر ہی میں چلے گئے۔ مگر بعض بادلِ ناخواستہ بیٹھے رہے اور اپنی ذلت و ناکامی کو جو انہی کے ہاتھوں کی پیدا کردہ تھی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ گو دل تو پسند نہیں کرتا تھا۔ مگر اچھا ہوا کہ ان کو تقریر کا موقعہ دیا گیا۔ دیر سے ان کے دل میں یہ خیال تھا کہ ہماری باتیں اگر لوگ سن لیں تو ہمارے ساتھ ہو جائیں۔ اب اپنی باتیں سنا کر انہوں نے دیکھ لیا۔ کہ اس باطل کے قبول کرنے کے لئے اہل حق کبھی تیار نہیں ہو سکتے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ قادیان دارالامان سے ایسے ہی مایوس ہو گئے۔ جیسے ایک ہستی جزیرۂ عرب سے ہو گئی تھی۔ اس کے بعد ظہر و عصر کی نماز ۳ بجے جمع ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیحؑ تشریف لائے۔ آپؑ نے چند نکاحوں کے اعلان کے بعد اپنی تقریر شروع کی ساڑھے سات بجے تک رہی۔ تقریر میں آپؑ نے غیر مبائعین کے صلح کے پیغام پر نظر کی۔ اور شرائط پیش کردہ جو بظاہر نرم اور بے ضرر معلوم ہوتی ہیں۔ ان کی سختی اور ضرر کو کھول کھول کر دکھایا۔ پھر جماعت کو اس کے فرائض سے آگاہ کیا۔ اور اشاعت دین الحق میں بیش از بیش ہمت سے کام لینے کی ہدایت فرمائی اور ارادہ ظاہر کیا کہ سلسلہ احمدیہؑ کے لئے عنقریب افغانستان۔ بخارا۔ ایران۔ امریکہ میں مبلغ بھجوائے جائینگے فرمایا شہزادہ عبداللطیف مرحوم کا خون پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ افغانستان والوں نے تو ایک احمدی کو قتل کر دیا۔ مگر تم ان کو جا کر زندہ کرو۔ اور شریف انسان اسی کو قتل انتقام لیا کرتے ہیں۔ ایران کا بھی تم پر بڑا حق ہے کیونکہ ایک فارسی الاصل نے ثریا سے ایمان لا کر تمہیں دیا۔ عرب سے تو تمہارا دین چلا وہ مبدء ہدایت ہے۔ اس لئے اب عرب میں ہدایت پھیلانا آخرین منہم کا کام ہے۔ امریکہ اور بخارا میں مبلغ بھجوانے کی تحریک ایک رؤیا کی بناء پر فرمائی۔ اسی طرح پر آپؑ نے جماعت میں ایک روح بھر دی۔ اور جب اجلاس برخواست ہوا۔ تو ہر احمدی فرد کے قلب میں اشاعتِ حق و خدمتِ دین کا ایک خاص جوش موجزن تھا۔

حالاتِ عمومی

اس دفعہ جلسہ کا انتظام حضرت مولانا محمد سرور شاہ صاحب کے سپرد تھا۔ آپ نے منتظم اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے تمام ضروری اجناس کو سستے نرخ پر کافی تعداد میں جمع کر لیا تھا۔ چنانچہ تین دن تک چھ سات ہزار اور آٹھ دن تک کم و بیش دو تین ہزار آدمیوں کی خوراک وغیرہ میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ تمام امور ایسے اعلیٰ انتظام کے نیچے تھے کہ کسی قسم کا خلل واقعہ نہ ہوا۔ وقت پر کھانا بٹ جاتا رہا۔ اور دیگر ضروریات کا بھی عمدہ سامان تھا۔ سید اسد علی شاہ صاحب نے اول سے آخر اپنے آپ کو بہترین معاون ثابت کیا۔ صفائی کا انتظام بھی خوب رہا۔ اس کے علاوہ جو جو کام کسی دوست کے سپرد ہوا اس نے اسے دلی محبت و محنت سے سرانجام دیا۔ شیخ محمود احمد ابن شیخ یعقوب علی صاحب منتظم مکانات تھے۔ مکانوں کے متعلق بھی خوب انتظام رہا۔ اور کئی دوستوں نے اپنے اپنے مکانوں پر معزز مہمانوں کو ٹھہرا رکھا تھا۔ انہوں نے ان کی خدمت تواضع میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ فاروق منزل بھی اسی غرض کے لئے خالی تھی۔ اس موقعہ پر براہین العقاید۔ معارف القرآن۔ تفسیر سورۂ اخلاص۔ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ نئی کتابیں شائع ہوئی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے مدرسہ احمدیہ کو تعلیم الاسلام کے لئے اپیل شائع کی۔ اور مختلف اشتہار چھپے دے ہے۔ مگر تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جلسہ میں ہمارے دوست اشتہاروں اور کتابوں کی طرف خاص توجہ نہیں دے سکتے۔

۳۔ دفتر نظارت سے جو غیر مبائعین کہ مدعو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شدہ وغیر مدعو شدہ آئے۔ یہ ہماری وسعت قلب کا بین ثبوت ہے کہ انہیں مہمان کیا۔ ان کو چھ سات ہزار حاضرین کے سامنے اپنے خیالات سنانے کا موقعہ دیا۔ بجائیکہ یہ موقعہ انہیں اپنی کوشش سے کسی صورت میں حاصل نہیں ہو سکتا تھا ان کو بڑے مکان بڑے احترام سے اتارا گیا۔ بر خلاف دیگر احباب کے ان کے لئے چارپائیوں اور تکلف کھانے کا اہتمام رہا۔ اور یہاں تک ان کی خاطر منظور تھی کہ جس نے قہوہ چاہا اس کے لئے قہوہ۔ جس نے سبز چائے چاہی۔ اس کے لئے سبز چائے۔ جس نے خود پکا کر پینی چاہی اسے ایسے اسباب مہیا کر دئے گئے۔ علاوہ ازیں ایک وقت جناب نواب محمد علی صاحب نے ان کی دعوت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے انہیں ملاقات کے لئے الگ وقت دیا۔ اور جلسہ گاہ میں ان کے لئے سٹیج کا بہت سا حصہ خالی رکھا جاتا رہا۔ بجائیکہ ہمارے دور دور کے نہایت عزیز دوست نیچے بیٹھتے رہے۔

غرض ہم نے اپنے عمل سے انہیں بتایا۔ کہ انسانیت و شرافت کس چیز کا نام ہے۔ اور درندگی کا مظہر کسے دیکھنا ہو تو وہ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ضرار کے گروہ نواح میں دیکھ سکتے ہیں۔

۴۔ اس دفعہ موسم کے معتدل ہونیکی وجہ سے ایسے ہزار کے قریب مستورات بھی آئیں جن کا الگ جلسہ مسجد اقصےٰ میں ہوتا رہا۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور غلام رسول صاحب وزیر آبادی کے وعظ ہوئے۔ ایک تقریر دو گھنٹہ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمائی جس میں آپ نے مستورات کو ان کے فرائض سے آگاہ کیا۔ اور بتایا کہ وہ کیونکر اور کیا کچھ دین الحق کی خدمت کر سکتی ہیں۔

خدا تعالیٰ سب کو اس جلسہ کے مواعظ پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین

۵۔ یہ امر قابل افسوس ہے کہ اس دفعہ ہمارے شاعران شیوا بیان خاموش رہے۔ جناب میر حامد شاہ صاحب کی جگہ بھی خالی تھی۔ جناب ذوالفقار علی خانصاحب۔ جناب قاسم علی خانصاحب (رامپوری) قادیانی بھی تشریف نہ لائے۔ جناب ثاقب صاحب آئے مگر کوئی نظم ساتھ نہ لائے۔ خاکی صاحب نے نظم پڑھی مگر فارسی وہ بھی پہلے کی تیار کردہ جس پر ابھی نظر ثانی ہونی باقی تھی۔ ایک طالب علم سرتاج کی نظم ہوئی۔ جو اچھی تھی۔ ڈاکٹر احمد حسین صاحب لائلپوری ہی صرف مختلف اجلاسوں میں اپنے ترنم سے سامعوں کو محظوظ رہے۔ ممکن ہے بعض لوگ شعر و اشعار کو تضیع اوقات کا موجب سمجھیں۔ مگر بعض وقت تو ایک شعر بلکہ ایک مصرع وہ کام کر جاتا ہے جو دو گھنٹے کی تقریر نہیں کر سکتی۔ اس لئے بہترین اور صحیح نظموں کا آئندہ خاص اہتمام چاہیئے۔ اور پروگرام صرف اجمالی رنگ میں شائع ہو جانا چاہیئے۔ ضرورت نہیں کہ تفصیل کے ساتھ اسے شائع کرنیکا خرچ اٹھایا جائے۔ کیونکہ گزشتہ سالوں کا تجربہ ہے کہ اسے بدلنا ہی پڑتا ہے۔

کیا مجنوں درحقیقت کوئی وجود تھا

تزئین الاسواق کے مصنف ان لوگوں میں ہیں۔ جو لیلےٰ و مجنوں کی داستان عشقبازی کو جھوٹا نہیں سمجھتے۔ لیکن دیکھو کہ باوجود اس کے وہ اپنی اسی کتاب مطبوعہ مصر ۱۹۰۵ء میں جہاں مجنوں و لیلےٰ کا حال شروع کیا ہے۔ واقعات سے مجبور ہو کر کیا لکھ جاتا ہے۔

"مجنوں کے نام میں اختلاف ہے۔ کہ وہ عامر ہے یا مہدی ہے۔ یا قرع ہے یا معاذ ہے یا قیس اس کا بیٹا ہے۔ یا ابن ملوح ہے یا بحتری ابن جعد ہے۔ اور صحیح پہلا قول ہے۔ اور اس کے نسب میں بھی اختلاف ہے۔ کہ وہ عامری ہے۔ یا کلابی ہے۔ یا جعدی ہے یا قیشری ہے یا بہت سے مجنوں ہیں یا قبیلہ بنی عامر میں دو مجنوں تھے۔ یا مجنوں کوئی شخص نہیں تھا۔ اور بات اتنی ہے۔ کہ کوئی ایک مرد کسی عورت پر عاشق ہوا۔ اور اپنے اور اپنی معشوقہ کے نام کی تصریح سے اس کو عار آیا تو اس نے مجنوں و لیلےٰ کے نام کو وضع کر لیا۔

علامہ خضر بن عطاء اللہ اپنی مشہور کتاب الاسعاف فی ابیات القاضی والکشاف صفحہ ۱۰ میں صراحت کرتے ہیں۔

"مجنوں کے وجود میں اختلاف ہے تو ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ مجنوں ایک ایسا نام مستعار ہے۔ جس کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ اور قبیلۂ بنی عامر میں اس نام و نسب کا کوئی شخص نہیں ہوا۔ اصمعی نے کہا کہ دو شخص ایسے ہیں کہ جن کا وجود دنیا میں صرف نام کا ہے۔ اول۔ مجنون عامری۔ دوسرے ابن فربہ۔ کہ ان ناموں کو صرف قصہ گویوں نے وضع کیا ہے۔

روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات مطبوعہ ایران صفحہ ۱۱۲ میں تین شخصوں کے وجود کو فرضی بتایا ہے۔ یعنی بلاشبہ تین شخص ایسے ہیں جن کے افسانے شائع ہو چکے۔ اور جن کے آثار مشتہر ہو چکے۔ حالانکہ ان کے وجود کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اول۔ لیلےٰ کا فرضی عاشق مجنون۔ دوسرے ابن ابی العقب یحییٰ بن عبد اللہ۔ تیسرے فربہ"۔

اب دیکھو کہ جس شخص کا دنیا میں وجود ہی نہیں ہوا وہ آفاق عالم میں اس قدر مشہور ہے۔ کہ دنیا کے ہر گوشے میں اس کے فرضی مگر دلچسپ افسانے شوق کی آنکھوں سے پڑھے جاتے ہیں اور قبول کے کانوں سے سنے جاتے ہیں۔ اور اس کی اس بے بنیاد و محض فرضی داستان کو ناواقف لوگ اخبار متواترہ شمار کرتے ہیں۔

ان ھذا لشیء عجاب (شرر)

احباب قادیان کے خریدار بنانے میں کوشش فرما کر ثواب حاصل کریں۔ مینیجر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبدیلی عقیدہ کی بحث

مکرم میر مدثر شاہ صاحب مبلغ لاہوریان

و

مکرم مولوی محمد یٰسین صاحب دانوی سے متعلقہ امر

ایک عرصہ سے ہمارے اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ کے درمیان یہ بحث جاری ہے کہ تبدیلی عقیدہ کی گئی ہے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ کس نے ایسا کیا۔ مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں کہ حضرت محمودؓ اور احمدیوں نے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نے۔ کس امر میں تبدیلی کی گئی ہے؟ تو یہ جواب ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دعوئی نبوت میں منکروں کی تکفیر اور مصداق اسمہٗ احمدؐ میں۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ حضرت صاحبؑ نبی ہیں (جزوی اور ناقص نہیں) اور اس کے منکر و نکو نام کے مسلمان جانتے ہیں۔ اور بلحاظ اسم ذات حضرت صاحبؑ مصداق اسمہٗ احمدؐ ہیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کہتے ہیں کہ حضرت صاحبؑ جزوی اور ناقص نبی بھی نہیں اور آپ کے منکر کافر نہیں۔ اور اسمہٗ احمدؐ کے مصداق بلحاظ اسم ذات حضرت صاحبؑ نہیں۔

مولوی محمد علی اور ان کے رفقاء کا سابق عقیدہ اور ہمارا موجودہ عقیدہ ایک ہے اور مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء نے تبدیلی عقیدہ کی۔ اس امر کا ثبوت ہماری طرف سے کئی رسایل اور اخبارات میں پیش ہو چکا ہے۔ مگر جناب مولوی صاحب اور ان کے رفقاء یہ نہیں ثابت کر سکے کہ حضرت محمودؓ کے سابقہ اور موجودہ عقیدہ میں کوئی تبدیلی ہوئی؟

ہر دو ست ہمارے زیر نظر و زیر بحث مندرجہ عنوان اصحاب کا سابقہ عقیدہ ہے جو انہوں نے بعض حالات کے ماتحت تبدیل کر لیا ہے۔ مگر وہ بھی مولوی محمد علی صاحب کے ساتھ ہونا ہو کر ہم پر یہی الزام دھرتے ہیں۔ اس جگہ ہم ان دونوں کا ایک واقعہ اسی غرض سے ناظرین کے پیش کرتے ہیں۔ وھو ہذا۔

ماہ اگست ۱۹۰۷ء بمقام واتہ۔ ضلع ہزارہ۔ ایک شخص مولوی عبدالرحمن صاحب وہابی اور سید مدثر شاہ صاحب پشاوری کا مباحثہ ہوا مولوی عبدالرحمن نے حیات مسیح علیہ السلام سے عاجز آکر وفات مسیح کو تسلیم کر لیا۔ اور رحم خان صاحب کے کہنے سے مندرجہ ذیل اقرار نامہ لکھ دیا گیا۔

"باعث تحریر آنکہ۔ میرا اعتقاد ہے کہ حضرت عیسےٰ فوت ہو چکے اب اگر مدثر شاہ صاحب مرزا صاحبؑ کا مسیح موعودؑ ہونا قرآن شریف سے ثابت کر دیں تو میں مرزا صاحبؑ کا دعوےٰ مان لونگا۔"

اس اقرار نامہ پر مولوی عبدالرحمن کا دستخط موجود ہے۔ اور اس پر سید احمدؐ احمدی اور میرے والد صاحب سید حبیب اللہ شاہ صاحب کی شہادت ہے اور مولوی محمد یٰسین صاحب دانوی نے یہ تمام رپورٹ اور اس کے ساتھ سید مدثر شاہ صاحب کا تحریری جواب اخبار الحکم جلد ۹ نمبر ۲۹ و ۳۰ مورخہ ۳۱ اگست و ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۱۱ میں طبع کرا کر شائع کیا۔ جو جوابات سید مدثر شاہ صاحب نے حضرت صاحبؑ کے مسیح موعودؑ ہونے اور عہدہ رسالت و نام مقام از روئے قرآن و حدیث پیش کئے ہیں۔ جیسا کہ مولوی عبدالرحمن صاحب کا مطالبہ تھا انہیں سے ہم نمبر ۸ و ۹ وجوہ ناظرین کی دلچسپی کیلئے پیش کرتے ہیں۔

(۸) "قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ۔ اس آیت کو مفسرین نے حضرت مسیح موعودؑ کے حق میں تسلیم کیا ہے۔ اور اس رسول سے مراد وہی رسول ہے جو اس سے پہلے آیت و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد میں مذکور ہے پس ان دونوں آیتوں کے ملانے سے ثابت ہوا کہ مسیح موعودؑ کا نام احمدؐ ہے۔ جس کے مصداق آج جناب مرزا صاحبؑ ہوئے۔ اگر کسی کے دل میں یہ وہم گذرے کہ پہلی آیت و مبشرا برسول الخ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ دل ما شاد و چشم ما روشن مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انزل القران علی سبعۃ احرف لکل ایۃ منھا ظھر و بطن و لکل حد مطلع۔ کتاب العلم ص۲۷۔ پس بطون قرآن شریف کی رو سے اس احمدؐ سے کئی احمدؐ مراد ہوں تو ہمارا کیا حرج۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے آیت مبشرا میں اپنے مثیل کی بشارت دی ہے اور اس کا نام احمدؐ بتایا ہے۔ جب وہ احمدؐ ہوا تو خداوند تعالیٰ نے ہی اس کو احمدؐ کے نام سے پکارا۔ دیکھو رسائل اربعہ (یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک ص۵۲، ۵۵، ۵۸)"

(۹) اور مسیح موعودؑ کے ظہور کا وقت بھی یہی ہے۔ جیسا کہ مولف تفسیر معالمات الاسرار نے صحابہ کرامؓ کے حوالہ سے سورۂ شوریٰ کے حروف مقطعات ع۔ س۔ ق۔ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ع سے مراد عیسےٰؑ اور س سے مراد مسیحؑ ہے جو تیرہ سو سال شمسی پر آئیگا (غلباً قمری مراد ہے۔ دیکھو تفسیر مذکور۔ اور میرے نزدیک ق سے مراد قادیان ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعہ الخ دیکھو جواب الاسرار (غلباً جواہر الاثر) مؤلفہ شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی کدعہ دراصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے۔ لاغیر کیونکہ کثرت استعمال سے کدعہ کا قادیان بن جانا بہت آسان ہے۔

اب وقت مسیح موعودؑ اور مقام اور نام تینوں ہی قرآن شریف سے ثابت ہو گئے ہیں۔ اب کوئی شخص مسلمان کہلا کر جناب مرزا صاحبؑ کے دعوئے مسیحیت سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا یہی حق ہے۔ فماذا بعد الحق الا الضلال۔

میر مدثر شاہ ایل ٹو سیٹ جال کشمیر مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۵ء

اس تحریر سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوتے ہیں۔

(اول) ھو الذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ الخ میں رسول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے مراد مسیح موعودؑ ہیں اور تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے (دوم) مبشرًا برسولٍ یأتی من بعدی اسمہ احمد میں جس رسول کا ذکر ہے وہ وہی رسول ہے جو ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ میں مذکور ہے (سوم) ان دونو آیتوں کو ملانے سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ کا نام احمدؐ ہے اور یہ کہ وہ رسول ہیں (جزوی اور ناقص کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔) چہارم۔ ان دونوں آیت کا مصداق حضرت احمدؐ مسیح موعودؑ ہیں۔ پنجم۔ اس احمدؐ سے اگر کوئی احمدؐ مراد ہوں تو سید مدثر شاہ صاحب وغیرہ کا کوئی حرج نہیں۔ ششم۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے آیۃ مبشرًا میں اپنے مثیل کی بشارت دی ہے اور اس کا نام احمدؐ بتایا ہے۔ ہفتم۔ اور یہ کہ حضرت صاحبؑ ہی احمدؐ ہیں یہ خدا کی وحی سے ثابت ہے کیونکہ وہ احمدؐ تھے۔ تو خدا نے بھی آپ کو احمدؐ کے نام سے پکارا جیسا کہ یا احمد فاضت الرحمۃ علیٰ شفتیک سے ثابت ہے۔ ہشتم۔ مسیح موعودؑ کے ظہور کا وقت بھی یہی ہے۔ یعنی تیرہ سو سال قمری کے بعد۔ جیسا کہ مؤلف تفسیر معالم الاسرار نے صحابہ کرامؓ کے حوالہ سے سورۂ شوریٰ کے حروف مقطعات ع۔ س۔ ق۔ کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ ع سے مراد عیسیٰؑ۔ اور س سے مراد مسیحؑ ہے جو تیرہ سو سال شمسی (قمری) پر آویگا۔ دیکھو تفسیر مذکور۔ اور سید مدثر شاہ صاحب کہتے ہیں کہ میرے نزدیک ق سے مراد قادیان ہے اور اس کا ثبوت جواہر الاسرار کی حدیث سے پیش کیا۔ نہم۔ سید مدثر شاہ صاحب کے نزدیک مسیح موعودؑ کا وقت۔ مقام اور نام تینوں ہی قرآن شریف سے ثابت ہیں۔ پس اب کوئی شخص جناب مرزا صاحبؑ کے دعوے مسیحیت سے مسلمان کہلا کر انکار نہیں کر سکتا۔ ہاں کافر ہو کر جو چاہے کرے۔ دہم۔ میر مدثر شاہ کے نزدیک حق یہی ہے۔ فماذا بعد الحق الا الضلال۔ اس حق کے ثابت ہونے کے بعد انکار کرنا اگر ضلالت نہیں تو اور کیا ہے؟

اب ہم چاہتے ہیں کہ سید مدثر شاہ صاحب اور مولوی محمد یٰسین صاحب سے استفسار کریں۔

(اول) آیا جو تحریر میر مدثر شاہ صاحب کی طرف سے اخبار الحکم میں شائع ہوتی ہے وہ اسکی تقریر و تحریر ہے یا مولوی محمد یٰسین صاحب نے از خود بنا کر مدثر شاہ صاحب کے نام پر شائع کر دی۔ جیسا کہ میر مدثر شاہ صاحب نوجب قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے ایک موقعہ پر دارالمکتب احمدیہ پشاور میں یہ تحریر پیش کی تو اس نے یہی جواب دیا۔ ہر دو حلفاً جواب دیں یہ تحریر و تقریر کس کی ہے؟

(دوم) اگر میر مدثر شاہ صاحب کی ہے تو اس نے انکار کیوں کیا۔ اور اگر میر صاحب کی نہیں۔ تو مولوی صاحب نے کیوں اس کی طرف منسوب کر کے شائع کی۔

(سوم) خواہ تقریر و تحریر کسی کی ہو بہر حال جس نے از روئے قرآن و حدیث حضرت صاحبؑ کو ان دو آیات کا مصداق نبی اور رسول اور مصداق اسمہ احمد پیش کیا اور ق سے مراد قادیان لیا۔ اور ان امور سے انکار کفر اور ضلالت قرار دیا۔ کیا درحقیقت یہ اس شخص کا ایمان اور عقیدہ تھا جو اس نے مولوی عبد الرحمٰن صاحب و اہل دانہ و ناظرین الحکم کے سامنے پیش کیا۔ یا خلاف اپنے ایمان اور عقیدہ کے یہ باتیں تحریر کر کے ان سب کو دھوکا دیا۔

(چہارم) اگر مقرر و محرر کا اس وقت بھی عقیدہ و ایمان تھا۔ اور آج اس کا یہ عقیدہ اور ایمان نہیں۔ تو کیا وہ خود اپنی تحریر کے بموجب اس حق کا انکار کر کے مسلمان کہلا سکتا ہے؟ اور

(پنجم) اگر ان کا یہ عقیدہ اب بھی ہے۔ یعنے سید مدثر شاہ صاحب اور مولوی محمد یٰسین صاحب واقوی کا تو وہ جناب مولوی محمد علی کو کیا خیال کرتے ہیں۔ جب کہ وہ اس حق کا انکار کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔

(ششم) جب کہ حضرت محمودؓ اور احمد یوں کا اب بھی یہی عقیدہ ہے تو کیا میر صاحب یا مولوی صاحب کا ان امور میں ان سے اتفاق ہے؟ یا اختلاف؟

(ہفتم) اگر اختلاف ہے تو کیا وہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے اپنا یہ سابقہ عقیدہ تبدیل کیا ہے یا نہ؟

(ہشتم) اگر انہوں نے اپنا سابقہ عقیدہ تبدیل کر لیا ہے تو وہ یہ الزام دینے میں کہ حضرت محمودؓ اور احمدیوں نے اپنا عقیدہ تبدیل کیا ہے۔ کہاں تک حق پر ہیں؟

(نہم) کیا وہ بتلا سکتے ہیں کہ ان کے سابقہ زیر بحث عقیدہ اور ہمارے موجودہ عقیدہ میں کوئی فرق ہے اور اگر ہے تو وہ کیا ہے؟

(دہم) کیا وہ دونو ہمارے سوالات کے جوابات جو ان سے اس مضمون میں کئے گئے ہیں حلفاً اور خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر دینگے؟ یا یونہی ٹالنے کی کوشش کرینگے اور الٹے ہمارے ذمہ الزامات دھر کر پیچھا چھڑانے کی سعی کرینگے؟

(پیر زمان داتوی از پشاور)

معذرت

۱۳ مارچ کا پرچہ نمبر ۱۰ وقت پر طبع ہو گیا تھا۔ مگر بوجہ آمد مہمانان بترتیب جلسہ سالانہ وہ روانہ نہیں کیا گیا۔ اس خیال سے کہ کثیر احباب چونکہ جمعہ کے دن ۱۴ مارچ تک آچکے تھے۔ یہ پرچہ یہاں ہی تقسیم کر دیا جائیگا اگر روانہ کیا گیا تو کسی کو نہ ملیگا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ جلسہ پر آئے ہوئے دوستوں کو بوجہ مصروفیت جلسہ سوائے چند کے یہ پرچہ تقسیم نہ ہو سکا۔ اس لئے اس نمبر کے ہمراہ جن کو یہ پرچہ نہیں دیا گیا تھا ارسال کیا جاتا ہے۔ ۱۳ مارچ کے بعد ۲۰ مارچ کا پرچہ نہیں چھاپا گیا کیونکہ اس کے ایڈیٹ کرنے کی فرصت نہ ملی ۲۷ مارچ کا پرچہ شائع کر دیا ہے جو بھی ہے آئندہ انشاء اللہ بدستور وقت مقررہ پر نکلتا رہیگا۔ لہٰذا احباب سے اس تاخیر کی جو عمداً نہیں بلکہ معذوری سے معافی چاہتا ہوں۔

(ایڈیٹر)

(زیر اہتمام شیخ عبد الحکیم صاحب خادم مالی پریس مطبوعہ دارالسلام کلاں قادیان ضلع گورداسپور و شائع کردہ ایڈیٹر صاحب فاروق قادیان ایجنٹ)